

تفسیر طبری اہل نظر کی نظر میں

امام طبری رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر کا نام ”جامع البیان عن تاویل آی القرآن المعروف بہ تفسیر الطبری“ ہے۔ قرآن مجید کی تفسیر کے حوالے سے عظیم سرمایہ ہے۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

التَّفْسِيرُ، لَمْ يُصَنَّفْ أَحَدٌ مِثْلَهُ.

”اس جیسی تفسیر کسی نے نہیں لکھی۔“

(تاریخ بغداد: ۱۶۳/۲)

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تَفْسِيرُ مُحَمَّدِ بْنِ جَرِيرِ الطَّبْرِيِّ، وَهُوَ مِنْ أَجَلِّ التَّفَاسِيرِ

وَأَعْظَمِهَا قَدْرًا.

”تفسیر طبری ایک جلیل قدر اور عظیم المرتبت تفسیر ہے۔“

(مجموع الفتاویٰ: ۳۶۱/۱۳)

نیز فرماتے ہیں:

وَأَمَّا التَّفَاسِيرُ الَّتِي فِي أَيْدِي النَّاسِ فَأَصَحُّهَا: تَفْسِيرُ مُحَمَّدِ

بْنِ جَرِيرِ الطَّبْرِيِّ فَإِنَّهُ يَذْكُرُ مَقَالَاتِ السَّلَفِ بِالْأَسَانِيدِ

الثَّابِتَةُ وَلَيْسَ فِيهِ بَدْعٌ .

”تمام تفاسیر میں سے صحیح ترین تفسیر، محمد بن جریر طبری کی تفسیر ہے۔ آپ متقدمین مفسرین کے تفسیری اقوال صحیح سندوں سے ذکر کرتے ہیں۔ یہ تفسیر بدعی نظریات سے پاک ہے۔“

(الفتاویٰ الکبریٰ: ۸۴/۵، مجموع الفتاویٰ: ۳۸۵/۱۳)

مزید فرماتے ہیں:

وَالْتَفَاسِيرُ الْمَأْثُورَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ، مِثْلُ تَفْسِيرِ مُحَمَّدِ بْنِ جَرِيرِ الطَّبْرِيِّ .
”نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام اور تابعین عظام سے منقول و ماثور تفاسیر جیسے محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ کی تفسیر۔“

(درء تعارض العقل والنقل: ۲/۲۱)

مفسر ابن عطیہ رحمہ اللہ (۵۴۱ھ) لکھتے ہیں:

ثُمَّ إِنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَرِيرِ الطَّبْرِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ، جَمَعَ عَلَى النَّاسِ أَشْتَاتِ التَّفْسِيرِ، وَقَرَّبَ الْبَعِيدَ وَشَفَى فِي الْإِسْنَادِ .
”امام محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ نے لوگوں کے لیے تفسیری موتی چنے، دور پڑے علمی خزانے کو قریب کر دیا اور سند کا اہتمام کیا۔“

(المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز المعروف به تفسير ابن عطية: ۳۱/۱)

مورخ اسلام مفسر قرآن امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَوَى الْكَثِيرَ عَنِ الْجَمِّ الْغَفِيرِ، وَرَحَلَ إِلَى الْفَاقِ فِي طَلَبِ

الْحَدِيثِ، وَصَنَّفَ التَّارِيخَ الْحَافِلَ، وَلَهُ التَّفْسِيرُ الْكَامِلُ
الَّذِي لَا يُوجَدُ لَهُ نَظِيرٌ، وَغَيْرُهُمَا مِنَ الْمُصَنَّفَاتِ النَّافِعَةِ فِي
الْأُصُولِ وَالْفُرُوعِ.

”امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ نے شیوخ و اساتذہ کے ایک جم غفیر سے کسب فیض
کیا، طلب حدیث میں کئی اسفار کیے، ضخیم تاریخی کتاب تصنیف کی، نیز آپ
رحمہ اللہ نے ایک بے مثال تفسیر بھی لکھی۔ اس کے علاوہ بھی آپ کی اصول و فروع
میں بہت سی تصانیف ہیں۔“

(البدایة والنهاية: ۱۱/۱۶۵، طبع إحياء التراث)

امام ابن جریر رحمہ اللہ کے شاگرد عبد اللہ بن احمد بن جعفر ابو محمد فرغانی رحمہ اللہ (۳۶۲ھ)
کہتے ہیں:

فَتَمَّ مِنْ كُتُبٍ يَعْني مُحَمَّدُ بْنُ جَرِيرٍ كِتَابَ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ
وَجَوَدَهُ، وَبَيَّنَ فِيهِ أَحْكَامَهُ، وَنَاسِخَهُ وَمَنْسُوخَهُ، وَمُشْكِلَهُ
وَعَرِيبَهُ، وَمَعَانِيَهُ، وَاخْتِلَافَ أَهْلِ التَّأْوِيلِ وَالْعُلَمَاءِ فِي
أَحْكَامِهِ وَتَأْوِيلِهِ، وَالصَّحِيحَ لَدَيْهِ مِنْ ذَلِكَ، وَإِعْرَابَ
حُرُوفِهِ، وَالْكَلامَ عَلَى الْمُلْحِدِينَ فِيهِ، وَالْقِصَصَ وَأَخْبَارَ
الْأُمَمِ، وَالْقِيَامَةَ، وَغَيْرَ ذَلِكَ مِمَّا حَوَاهُ مِنَ الْحِكَمِ
وَالْعَجَائِبِ، كَلِمَةً كَلِمَةً، وَآيَةً آيَةً، مِنَ الْإِسْتِعَاذَةِ إِلَى أَبِي
جَادٍ، فَلَوْ ادَّعَى عَالِمٌ أَنْ يُصَنِّفَ مِنْهُ عَشْرَةَ كُتُبٍ، كُلُّ كِتَابٍ

مِنْهَا يَحْتَوِي عَلَى عِلْمٍ مُفْرَدٍ عَجِيبٍ مُسْتَقْصَى لَفَعَلٍ .
 ”امام محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ کی کتب میں سے ایک تفسیر القرآن ہے، آپ
 نے اس میں عمدگی کا مظاہرہ کیا، احکامات، ناسخ و منسوخ، مشکل و غریب، معانی
 و مفاہیم، علماء و مفسرین کے احکام اور تفسیری اختلافات، رائج اقوال، اعراب
 پر بحث، ملحدین پر ردود، سابقہ امتوں کے قصص، امت محمدیہ کے احوال،
 قیامت کے مناظر اور دیگر حکمتیں اور لطائف پر لفظ لفظ اور آیت آیت کر کے
 شروع سے آخر تک سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ اگر کوئی عالم اس سے دس ایسی
 کتابیں تصنیف کرنا چاہے کہ جس میں سے ہر کتاب ایک علیحدہ، انوکھے اور
 تحقیقی فن کو محیط ہو، تو ایسا بعید نہیں۔“

(تاریخ دمشق لابن عساکر: ۱۹۶/۵۲، طبقات المفسرین للداوودی: ۱۱۴/۲، واللفظ

لہ، وسندہ حسن)

علامہ ابوالحسن علی بن یوسف قعظی رحمہ اللہ (۵۶۸-۶۳۶ھ) لکھتے ہیں:
 الْعَالِمُ الْكَامِلُ الْفَقِيهُ الْمُقْرِي النَّحْوِيُّ اللَّغَوِيُّ الْحَافِظُ
 الْأَخْبَارِيُّ جَامِعُ الْعُلُومِ، لَمْ يَرِ فِي فُنُونِهِ مِثْلُهُ، سَمِعَ بِبَلَدِهِ
 وَبِلَادِ الْأَعَاجِمِ وَالْعِرَاقِ وَالشَّامِ وَمِصْرَ وَالْحِجَازِ الْجَمَّ
 الْغَفِيرَ، وَاسْتَوَظَنَ بَغْدَادَ، وَصَنَّفَ التَّصَانِيفَ الْكِبَارَ؛ مِنْهَا
 تَفْسِيرُ الْقُرْآنِ الَّذِي لَمْ يَرِ أَكْبَرُ مِنْهُ وَلَا أَكْثَرُ فَوَائِدَ، وَكِتَابُ
 التَّارِيخِ، وَهُوَ أَجَلُ كِتَابٍ فِي بَابِهِ .

”آپ رحمہ اللہ عالم کامل، فقیہ، مقری، نحوی، لغوی، حافظ حدیث، مؤرخ اور ہر فن

مولا تھے۔ آپ کی شان کو کوئی نہیں پہنچ سکا، اپنے علاقے کے علاوہ عجم کے علاقے، عراق، شام، مصر اور حجاز وغیرہ میں ایک جم غفیر سے استفادہ کیا۔ مستقل ڈیرے بغداد میں ڈالے، کئی بڑی تصانیف لکھیں، جن میں تفسیر القرآن، جس سے بڑی اور مفید کتاب چشمِ فلک نے نہیں دیکھی اور تاریخ کے موضوع پر کتاب، جو اپنے میدان میں شہ کار کی حیثیت رکھتی ہے، شامل ہیں۔“

(إنباء الرواة على أنباء النحاة: ۸۹/۳)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فَالَّذِينَ اعْتَنُوا بِجَمْعِ التَّفْسِيرِ مِنْ طَبَقَةِ الْأَيْمَةِ السِّتَةِ أَبُو جَعْفَرِ بْنِ جَرِيرِ الطَّبْرِيِّ وَيَلِيهِ أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُنْذَرِ النِّسَابُورِيُّ وَأَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي حَاتِمٍ بْنُ إِدْرِيسَ الرَّازِيَّ وَمِنْ طَبَقَةِ شُيُوخِهِمْ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ بْنُ نَصْرِ الْكَشِّيِّ فَهَذِهِ التَّفَاسِيرُ الْأَرْبَعَةُ قُلَّ أَنْ يَشُدَّ عَنْهَا شَيْءٌ مِنَ التَّفْسِيرِ الْمَرْفُوعِ وَالْمَوْقُوفِ عَلَى الصَّحَابَةِ وَالْمَقْطُوعِ عَنِ التَّابِعِينَ . وَقَدْ أَضَافَ الطَّبْرِيُّ إِلَى النَّقْلِ الْمَسْتَوْعَبِ أَشْيَاءَ لَمْ يُشَارِكُوهُ فِيهَا كَاسْتِعَابِ الْقِرَاءَاتِ وَالْإِعْرَابِ وَالْكَلامِ فِي أَكْثَرِ الْآيَاتِ عَلَى الْمَعَانِي وَالتَّصَدِّي لِتَرْجِيحِ بَعْضِ الْأَقْوَالِ عَلَى بَعْضٍ، وَكُلُّ مَنْ صَنَّفَ بَعْدَهُ لَمْ يَجْتَمِعْ

لَهُ مَا اجْتَمَعَ فِيهِ؛ لِأَنَّهُ فِي هَذِهِ الْأُمُورِ فِي مَرْتَبَةٍ مُتَقَارِبَةٍ
وَعَيْزُهُ يَغْلِبُ عَلَيْهِ فَنِّ مِنَ الْفُنُونِ فَيَمْتَازُ فِيهِ وَيَقْصُرُ فِي
غَيْرِهِ.

”چھٹے طبقے کے ائمہ میں سے جنہوں نے تفسیر قرآن کا بیڑا اٹھایا ہے، ان میں
امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ ان کے بعد امام ابو بکر محمد بن ابراہیم بن منذر
نیشاپوری، ابو محمد عبد الرحمن بن ابوحاتم بن ادريس رازی رحمہم اللہ اور ان کے شیوخ
کے طبقہ میں عبد بن حمید بن نصر کشی رحمہم اللہ سرفہرست ہیں۔ ان چاروں تفاسیر
میں شاید ہی کسی آیت کی مرفوع، موقوف یا مقطوع تفسیر چوک گئی ہو۔ روایات
نقل کرنے میں امام طبری رحمہ اللہ نے دوسروں کی بہ نسبت کچھ اضافہ کیا ہے۔
قراءت، اعراب، آیات کے معانی میں بحث اور اقوال میں رائج و مرجوح کا
فرق کرنے کا اہتمام بھی کیا ہے۔ بعد والوں میں کوئی بھی وہ کچھ جمع نہ کر سکا، جو
آپ رحمہم اللہ نے جمع کر دیا ہے۔ کیوں کہ آپ رحمہم اللہ ان فنون میں ایک عالی
المرتب تھے، بعد والوں پر دوسرے فنون غالب آ گئے، لہذا آپ اس فن میں
ممتاز رہے اور دوسروں میں قاصر رہ گئے۔“

(العجاب في بيان الأسباب: ۱/۲۰۳)

حافظ سیوطی رحمہم اللہ (۸۴۹-۹۱۱ھ) لکھتے ہیں:

وَلَهُ التَّصَانِيفُ الْعَظِيمَةُ مِنْهَا تَفْسِيرُ الْقُرْآنِ وَهُوَ أَجَلُّ
التَّفَاسِيرِ لَمْ يُؤَلَّفْ مِثْلُهُ كَمَا ذَكَرَهُ الْعُلَمَاءُ قَاطِبَةً، مِنْهُمْ
النَّوَوِيُّ فِي تَهْذِيبِهِ وَذَلِكَ لِأَنَّهُ جَمَعَ فِيهِ بَيْنَ الرِّوَايَةِ وَالْدِّرَايَةِ

وَلَمْ يُشَارِكْهُ فِي ذَلِكَ أَحَدٌ لَّا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ.

”آپ ﷺ کی بہت ہی عظیم الشان تصانیف ہیں، جن میں تفسیر القرآن بھی شامل ہے۔ یہ ایک بے نظیر تفسیر ہے، جیسا کہ تمام علمائے کرام کا کہنا ہے۔ ان میں سے ایک حافظ نووی رحمہ اللہ ہیں، آپ نے یہ بات اپنی کتاب ’تہذیب الاسماء واللغات‘ میں ذکر کی ہے۔ کیوں کہ امام طبری نے اس تفسیر میں روایت و درایت کو جمع کر دیا ہے، ایسا کام آپ سے پہلے کوئی کر سکا، نہ آپ کے بعد ہی کر سکا۔“

(طبقات المفسرین، ص ۹۶)

مزید فرماتے ہیں:

...بَعْدَهُمُ ابْنُ جَرِيرٍ الطَّبْرِيُّ وَكِتَابُهُ أَجَلُ التَّفَاسِيرِ وَأَعْظَمُهَا، ثُمَّ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ وَابْنُ مَاجَهَ وَالْحَاكِمُ وَابْنُ مَرْدَوِيهِ وَأَبُو الشَّيْخِ بَنُ حَيَّانَ وَابْنُ الْمُنْذِرِ فِي آخِرِينَ وَكُلُّهَا مُسْنَدَةٌ إِلَى الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ وَاتَّبَاعِهِمْ وَلَيْسَ فِيهَا غَيْرَ ذَلِكَ إِلَّا ابْنُ جَرِيرٍ فَإِنَّهُ يَتَعَرَّضُ لِتَوْجِيهِ الْأَقْوَالِ وَتَرْجِيحِ بَعْضِهَا عَلَى بَعْضٍ وَالْإِعْرَابِ وَالِاسْتِنْبَاطِ فَهُوَ يَفُوقُهَا بِذَلِكَ .

”ان کے بعد محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ آئے، آپ کی کتاب سب سے بہترین اور عظیم المرتبت تفسیر ہے۔ پھر امام ابن ابی حاتم، ابن ماجہ، حاکم، ابن مردویہ، ابو

شیخ ابن حیان اور ابن منذر آئے۔ ان سب مفسرین نے اپنی اپنی تفسیروں میں موقوفات، مقطوعات اور تبع تابعین کے اقوال کا اہتمام کیا ہے، لیکن امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں ان اقوال کی توجیہ و ترجیح، اعراب پر گفتگو اور فقہی استنباط کا اہتمام بھی کیا ہے۔ یوں ان کی تفسیر دوسروں سے زیادہ مفید ہے۔“

(الإتقان في علوم القرآن: ۴/۲۴۲)

آخر میں امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ کے اس عظیم علمی شہ کار کے بارے میں حافظ سیوطی رحمہ اللہ کا قول فیصل ذکر کیے دیتے ہیں:

فَإِنْ قُلْتَ : فَأَيُّ التَّفَاسِيرِ تُرْشِدُ إِلَيْهِ وَتَأْمُرُ النَّاضِرَ أَنْ يُعَوَّلَ عَلَيْهِ؟ قُلْتُ : تَفْسِيرُ الْإِمَامِ أَبِي جَعْفَرِ بْنِ جَرِيرِ الطَّبْرِيِّ الَّذِي أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ الْمُعْتَبَرُونَ عَلَى أَنَّهُ لَمْ يُؤْلَفْ فِي التَّفْسِيرِ مِثْلُهُ .

”اگر آپ پوچھیں کہ کون سی تفسیر سب سے زیادہ راہنما اور قابل اعتماد ہے؟ میرا جواب ہوگا کہ امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ کی تفسیر، کہ جس کے بے مثال و بے نظیر ہونے پر معتد علمائے کرام کا اجماع ہے۔“

(الإتقان في علوم القرآن: ۴/۲۴۴)



قرآن مجید کی تعلیم بہ طور حق مہر

قرآن مجید کی تعلیم کو مہر مقرر کرنا جائز ہے، جیسا کہ؛

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ، فَقَالَتْ: إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَا لِي فِي النِّسَاءِ مِنْ حَاجَةٍ، فَقَالَ رَجُلٌ: زَوَّجْنِيهَا، قَالَ: أَعْطِهَا ثَوْبًا، قَالَ: لَا أَجِدُ، قَالَ: أَعْطِهَا وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ، فَاعْتَلَّ لَهُ، فَقَالَ: مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ؟ قَالَ: كَذَا وَكَذَا، قَالَ: فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.

”ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی کہ میں نے خود کو اللہ اور اس کے سچے رسول کے لیے وقف کر دیا ہے۔ فرمایا: ابھی مجھے شادی میں رغبت نہیں ہے، ایک صحابی کہنے لگے: میری شادی کروادیں! فرمایا: کوئی سوٹ مہر دے دیں۔ کہنے لگا: سوٹ تو نہیں ہے۔ فرمایا: کچھ دے دیں، خواہ لوہے کا چھلا ہی ہو جائے۔ آدمی نے عذر پیش کیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کچھ قرآن یاد ہے؟ کہنے لگا: جی ہاں، فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں۔ فرمایا: میں

نے ان سے آپ کا نکاح ان سورتوں کی تعلیم کے عوض کر دیا۔“

(صحیح البخاری: ۵۰۲۹، صحیح مسلم: ۱۴۲۵)

صحیح مسلم (۱۴۲۵/۷۷) میں الفاظ ہیں:

انْطَلِقْ، فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا، فَعَلِمَهَا مِنَ الْقُرْآنِ.

”جائیے! میں نے ان سے آپ کا نکاح کر دیا، بس قرآنی سورتوں کی تعلیم دے دینا۔“

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے ہی مروی روایت کے الفاظ یہ بھی ہیں:

أَنَا فِي الْقَوْمِ إِذْ دَخَلَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَفِ فِيهَا رَأْيِكَ فَقَالَ رَجُلٌ: زَوَّجْنِيهَا، فَلَمْ يُجِبْهُ حَتَّى قَامَتِ الثَّالِثَةُ، فَقَالَ لَهُ: عِنْدَكَ شَيْءٌ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: اذْهَبْ فَاطْلُبْ، قَالَ: لَمْ أَجِدْ، قَالَ: فَادْهَبْ فَاطْلُبْ، وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيدٍ، قَالَ: مَا وَجَدْتُ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيدٍ، قَالَ: هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، سُورَةٌ كَذَا، وَسُورَةٌ كَذَا قَالَ: قَدْ أَنْكَحْتُكَهَا عَلَى مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.

”ہم آپس میں بیٹھے تھے، کہ ایک عورت آئی اور کہنے لگی: اللہ کے رسول! میں خود کو آپ کے لیے وقف کرتی ہوں، آپ کا کیا ارادہ ہے؟ ایک آدمی عرض کرنے لگا: آپ میری شادی کروادیں، لیکن آپ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا، حتیٰ کہ جب تیسری بار کہا تو آپ ﷺ نے پوچھا: حق مہر میں دینے کے لیے

کچھ ہے؟ کہنے لگا: نہیں۔ فرمایا: جائیے اور کچھ تلاش کر لائیں۔ کہنے لگا: کچھ نہیں ملا۔ فرمایا: جائیے اور کچھ تلاش کر لائیں، لوہے کا چھلا بھی چل جائے گا۔ کہنے لگا: وہ بھی نہیں ملا۔ فرمایا: کچھ قرآن یاد ہے؟ کہنے لگا: جی ہاں، فلاں فلاں سورتیں حفظ ہیں۔ فرمایا: میں ان سے آپ کا نکاح ان سورتوں کی تعلیم کے عوض کرتا ہوں۔“

(مسند الإمام أحمد: ۳۳۰/۵، وسندہ صحیح)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَقَدْ ذَهَبَ الشَّافِعِيُّ إِلَى هَذَا الْحَدِيثِ، فَقَالَ: إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ شَيْءٌ يُصَدِّقُهَا فَتَزَوَّجَهَا عَلَى سُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ، فَالنِّكَاحُ جَائِزٌ، وَيَعْلَمُهَا سُورَةٌ مِنَ الْقُرْآنِ.

”امام شافعی رحمہ اللہ اس حدیث کے مطابق فرماتے ہیں: مہر کے لیے کوئی چیز نہ ہو اور قرآن کی چند سورتوں کے عوض نکاح کر لیا جائے، تو ایسا نکاح جائز و صحیح ہے، بس بیوی کو قرآن کی کوئی سورت سکھا دے۔“

(سنن الترمذی تحت حدیث: ۱۱۱۴)

امام مالک بن انس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي الَّذِي أَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنْكِحَ بِمَا مَعَهُ مِنَ الْقُرْآنِ أَنَّ ذَلِكَ فِي أُجْرَتِهِ عَلَى تَعْلِيمِهَا مَا مَعَهُ مِنَ الْقُرْآنِ.

”جسے نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ وہ قرآن کے عوض نکاح کر سکتے ہیں، در

حقیقت وہ اس عورت کو قرآن کی تعلیم دینے پر اجرت کے عوض تھا۔

(الإستذکار لابن عبد البر : ۵/۴۱۵، التمهید لما فی الموطأ من المعانی والآثار له :

۱۲۰/۲۱، وسنده حسن)

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۰۸-۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهُ : [بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ] دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ تَعْلِيمَ الْقُرْآنِ
يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ صَدَاقًا .

”بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ دِلیل ہے کہ قرآن کی تعلیم حق مہر بن سکتی ہے۔“

(كشف المشكل من حديث الصحيحين : ۲/۲۷۰)

حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۱۹-۳۸۸) لکھتے ہیں:

وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلَى جَوَازِ الْأُجْرَةِ عَلَى تَعْلِيمِ الْقُرْآنِ وَالْبَاءُ فِي
قَوْلِهِ بِمَا مَعَكَ بَاءُ التَّعْوِضِ كَمَا تَقُولُ : بِعُتِكَ هَذَا الثَّوبُ
بِدَيْنَارٍ أَوْ بِعَشْرَةِ دَرَاهِمٍ؛ وَلَوْ كَانَ مَعْنَاهَا مَا تَأَوَّلَهُ بَعْضُ أَهْلِ
الْعِلْمِ مِنْ أَنَّهُ إِنَّمَا زَوَّجَهُ إِيَّاهَا لِحِفْظِهِ الْقُرْآنَ تَفْضِيلًا لَهُ
لَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ مَوْهُوبَةً بِلَا مَهْرٍ وَهَذِهِ خُصُوصِيَّةٌ لَيْسَتْ
لِغَيْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْلَا أَنَّهُ أَرَادَ بِهِ مَعْنَى
الْمَهْرِ لَمْ يَكُنْ لِسُؤَالِهِ إِيَّاهَا هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ
مَعْنَى لِأَنَّ التَّزْوِيجَ مِمَّنْ لَا يُحْسِنُ الْقُرْآنَ جَائِزٌ جَوَازُهُ مِمَّنْ
يُحْسِنُهُ، وَلَيْسَ فِي الْحَدِيثِ أَنَّهُ جَعَلَ الْمَهْرَ دَيْنًا عَلَيْهِ إِلَى

أَجَلٍ فَكَانَ الظَّاهِرُ أَنَّهُ جَعَلَ تَعْلِيمَهُ الْقُرْآنَ إِيَّاهَا مَهْرًا لَهَا.

”اس حدیث میں قرآن کی تعلیم پر اجرت لینے کا جواز فراہم کرتی ہے۔ اس میں باء تعویض کے لیے ہے، جیسا کہ «بعتك هذا الثوب بدینار و بعشرة» دراہم میں باء تعویض کے لیے ہے۔ اگر باء کا معنی وہ ہوتا، جو بعض اہل علم نے بنا لیا ہے کہ آپ ﷺ اس کو فضیلت دیتے ہوئے شادی کی کہ اسے قرآن یاد ہے، تو یوں تو عورت کا بغیر مہر ہبہ ہونا لازم آتا ہے، جب کہ یہ صرف نبی کا خاصہ ہے۔ اگر آپ نے اس مہر نہ بنایا ہوتا، تو اس سے یہ پوچھنے کا کیا فائدہ کہ کیا آپ کو قرآن یاد ہے؟ کیوں کہ جیسے اچھے انداز میں قرآن پڑھنے والے کی شادی کرنا جائز ہے، ویسے ہی ناشائستہ انداز میں قرآن پڑھنے والے کی شادی کرنا جائز ہے۔ نیز اس کا مہر موجد بھی نہیں بنایا، لہذا صحیح یہی ہے کہ قرآن کی تعلیم کو ہی مہر مقرر کر دیا گیا۔“

(معالم السنن: ۲۱۱/۳)

مشہور مفسر علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۰۰-۶۷۱ھ) لکھتے ہیں:

فِي رِوَايَةٍ قَالَ : (انْطَلَقَ فَقَدْ زَوَّجْتُهَا فَعَلِمَهَا مِنَ الْقُرْآنِ) قَالُوا : فَفِي هَذَا دَلِيلٌ عَلَى انْعِقَادِ النِّكَاحِ وَتَأْخِرِ الْمَهْرِ الَّذِي هُوَ التَّعْلِيمُ، وَهَذَا عَلَى الظَّاهِرِ مِنْ قَوْلِهِ : (بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ) فَإِنَّ الْبَاءَ لِلْعَوَضِ، كَمَا تَقُولُ : خُذْ هَذَا بِهَذَا، أَيْ عَوَضًا مِنْهُ . وَقَوْلُهُ فِي الرِّوَايَةِ الْآخَرَى : (فَعَلِمَهَا) نَصٌّ فِي

الْأَمْرِ بِالتَّعْلِيمِ، وَالْمَسَاقُ يَشْهَدُ بِأَنَّ ذَلِكَ لِأَجْلِ النِّكَاحِ، وَلَا يُلْتَفَتُ لِقَوْلِ مَنْ قَالَ إِنَّ ذَلِكَ كَانَ إِكْرَامًا لِلرَّجُلِ بِمَا حَفِظَهُ مِنَ الْقُرْآنِ، أَيْ لِمَا حَفِظَهُ، فَتَكُونُ الْبَاءُ بِمَعْنَى اللَّامِ، فَإِنَّ الْحَدِيثَ الثَّانِي يُصَرِّحُ بِخِلَافِهِ فِي قَوْلِهِ: (فَعَلَّمَهَا مِنَ الْقُرْآنِ).

”دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ’جائیے! میں نے ان سے آپ کو بیاہ دیا، بس انہیں قرآن سکھا دیجیے گا۔‘ فقہائے کرام کہتے ہیں کہ اس حدیث سے نکاح کے انعقاد اور مہر جو کہ تعلیم ہے کو مؤخر کرنے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ یہ نبی پاک کے اس فرمان کا ظاہر ہے: (بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ) ’جتنا آپ کو قرآن یاد ہے۔‘ اس میں باء عوض کے لیے ہے، جیسا کہ آپ کہتے ہیں: خذ هذا بهذا یعنی یہ اس کے عوض لے لیں۔ ایک اور روایت میں نبی کریم ﷺ کا فرمان (فَعَلَّمَهَا) نص ہے کہ یہ تعلیم کا حکم ہے۔ سیاق تقاضا کرتا ہے کہ یہ حکم نکاح کی وجہ سے تھا۔ لہذا یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ یہ نکاح اکرام کی وجہ سے ہوا تھا، کیوں کہ آدمی کو قرآن یاد تھا، اس طور پر باء لام کے معنی میں ہو گی۔ لیکن اس معنی کا رد حدیث کے اگلے الفاظ میں ہے کہ (فَعَلَّمَهَا مِنَ الْقُرْآنِ) ’آپ انہیں قرآن سکھا دیں۔‘“

(تفسیر القرطبی: ۱۳۴/۵)

سنی مفسر حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۰۰-۷۷۴ھ) کہتے ہیں:

وَهَذَا الْحَدِيثُ مُتَّفَقٌ عَلَى إِخْرَاجِهِ مِنْ طُرُقٍ عَدِيدَةٍ،

وَالْعَرَضُ مِنْهُ أَنَّ الَّذِي فَصَدَهُ الْبُخَارِيُّ أَنَّ هَذَا الرَّجُلَ تَعَلَّمَ
الَّذِي تَعَلَّمَهُ مِنَ الْقُرْآنِ، وَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنْ يُعَلِّمَهُ تِلْكَ الْمَرْأَةَ، وَيَكُونُ ذَلِكَ صَدَاقًا لَهَا عَلَى ذَلِكَ،
وَهَذَا فِيهِ نِزَاعٌ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ، وَهَلْ يَجُوزُ أَنْ يُجْعَلَ مِثْلُ هَذَا
صَدَاقًا؟ أَوْ هَلْ يَجُوزُ اخْذُ الْأَجْرَةِ عَلَى تَعْلِيمِ الْقُرْآنِ؟ وَهَلْ
هَذَا كَانَ خَاصًّا بِذَلِكَ الرَّجُلِ؟ وَمَا مَعْنَى قَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ (زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ؟) أَسَبَبِ مَا مَعَكَ
مِنَ الْقُرْآنِ؟ كَمَا قَالَه أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ : نُكْرِمُكَ بِذَلِكَ أَوْ
بِعَوَضٍ مَا مَعَكَ، وَهَذَا أَقْوَى، لِقَوْلِهِ فِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ
(فَعَلِّمَهَا) وَهَذَا هُوَ الَّذِي أَرَادَهُ الْبُخَارِيُّ هَاهُنَا.

”یہ حدیث کئی سندوں سے مروی ہے، جو معنی امام بخاری رحمہ اللہ نے مراد لیا ہے
وہ یہ ہے کہ اس آدمی نے قرآن کا کچھ حصہ سیکھا ہوا تھا، نبی کریم ﷺ نے حکم دیا
کہ وہ قرآن کا ایک حصہ اس عورت کو سکھا دے، نکاح پر اس کا یہی مہر بن جائے
گا۔ اہل علم کے ہاں یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ کیا ایسی چیز مہر بن سکتی ہے؟ یا
قرآن کی تعلیم پر اجرت لینا جائز ہے؟ یا یہ اس آدمی کے ساتھ ہی خاص تھا؟ اور
نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کا کیا معنی؟ (زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ
الْقُرْآنِ؟) ’میں نے اس سے قرآن کی تعلیم کے عوض آپ سے کر دیا۔‘ کیا
قرآن یاد ہونے کی وجہ سے جیسا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ہم

آپ کا اکرام کرتے ہوئے نکاح کرتے ہیں یا پھر اس قرآن کے عوض جو آپ کو یاد ہے؟ آخری معنی ہی زیادہ قوی معلوم ہوتا ہے، کیوں کہ صحیح مسلم کے الفاظ (فَعَلَّمَهَا) اسی بات کا پتہ دیتے ہیں، امام بخاری رحمہ اللہ کی بھی یہاں یہی مراد ہے۔“

(تفسیر ابن کثیر: ۶۸/۱، سلامۃ)

شیخ الاسلام ثانی، عالم ربانی، علامہ ابن قیم جوزیہ رحمہ اللہ (۶۹۱-۷۵۱ھ) لکھتے ہیں:

وَتَضَمَّنَ أَنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا رَضِيَتْ بِعِلْمِ الزَّوْجِ وَحِفْظِهِ لِلْقُرْآنِ أَوْ بَعْضِهِ مِنْ مَّهْرٍ جَازٍ ذَٰلِكَ، وَكَانَ مَا يَحْصُلُ لَهَا مِنْ انْتِفَاعِهَا بِالْقُرْآنِ وَالْعِلْمِ هُوَ صَدَاقُهَا، كَمَا إِذَا جَعَلَ السَّيِّدُ عَتَقَهَا صَدَاقُهَا، وَكَانَ انْتِفَاعُهَا بِحُرِّيَّتِهَا وَمِلْكِهَا لِرَقَبَتِهَا هُوَ صَدَاقُهَا، وَهَٰذَا هُوَ الَّذِي اخْتَارَتْهُ أُمُّ سُلَيْمٍ مِنْ انْتِفَاعِهَا بِإِسْلَامِ أَبِي طَلْحَةَ، وَبَذَلَهَا نَفْسَهَا لَهُ إِنْ أَسْلَمَ، وَهَٰذَا أَحَبُّ إِلَيْهَا مِنَ الْمَالِ الَّذِي يَبْذُلُهُ الزَّوْجُ. فَإِنَّ الصَّدَاقَ شُرْعٌ فِي الْأَصْلِ حَقًّا لِلْمَرْأَةِ تَنْتَفِعُ بِهِ، فَإِذَا رَضِيَتْ بِالْعِلْمِ وَالِدَيْنِ وَإِسْلَامِ الزَّوْجِ وَقَرَأَتْهُ لِلْقُرْآنِ كَانَ هَٰذَا مِنْ أَفْضَلِ الْمُهُورِ وَأَنْفَعِهَا وَأَجَلِّهَا، فَمَا خَلَا الْعَقْدُ عَنْ مَهْرٍ وَآيَنَ الْحُكْمِ بِتَقْدِيرِ الْمَهْرِ بِثَلَاثَةِ دَرَاهِمٍ أَوْ عَشْرَةٍ مِنَ النَّصِّ؟ وَالْقِيَاسُ إِلَى الْحُكْمِ بِصِحَّةِ كَوْنِ الْمَهْرِ مَا ذَكَرْنَا نَصًّا وَقِيَاسًا وَلَيْسَ

هَذَا مُسْتَوِيًّا بَيْنَ هَذِهِ الْمَرْأَةِ وَبَيْنَ الْمُوْهُوبَةِ الَّتِي وَهَبَتْ
نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ خَالِصَةٌ لَهُ مِنْ دُونَ
الْمُؤْمِنِينَ، فَإِنَّ تِلْكَ وَهَبَتْ نَفْسَهَا هِبَةً مُجَرَّدَةً عَنْ وَلِيِّ
وَصَدَاقٍ بِخِلَافِ مَا نَحْنُ فِيهِ فَإِنَّهُ نِكَاحٌ بَوْلِيٌّ وَصَدَاقٌ، وَإِنْ
كَانَ غَيْرَ مَالِيٍّ، فَإِنَّ الْمَرْأَةَ جَعَلَتْهُ عَوْضًا عَنِ الْمَالِ لِمَا
يَرْجِعُ إِلَيْهَا مِنْ نَفْعِهِ، وَلَمْ تَهَبْ نَفْسَهَا لِلزَّوْجِ هِبَةً مُجَرَّدَةً
كَهِبَةِ شَيْءٍ مِّنْ مَّالٍ بِخِلَافِ الْمُوْهُوبَةِ الَّتِي خَصَّ اللَّهُ بِهَا
رَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، هَذَا مُقْتَضَى هَذِهِ الْحَادِيثِ .
وَقَدْ خَالَفَ فِي بَعْضِهِ مَنْ قَالَ: لَا يَكُونُ الصَّدَاقُ إِلَّا مَالًا وَلَا
تَكُونُ مَنَافِعُ أُخْرَى، وَلَا عِلْمُهُ وَلَا تَعْلِيمُهُ صَدَاقًا كَقَوْلِ أَبِي
حَنِيفَةَ وَأَحْمَدَ فِي رِوَايَةٍ عَنْهُ . وَمَنْ قَالَ: لَا يَكُونُ أَقْلٌ مِنْ
ثَلَاثَةِ دَرَاهِمَ كَمَالِكٍ وَعَشْرَةَ دَرَاهِمَ كَأَبِي حَنِيفَةَ، وَفِيهِ أَقْوَالٌ
أُخَرُ شَاذَةٌ لَا دَلِيلَ عَلَيْهَا مِنْ كِتَابٍ وَلَا سُنَّةٍ وَلَا إِجْمَاعٍ وَلَا
قِيَاسٍ وَلَا قَوْلِ صَاحِبٍ . وَمَنْ ادَّعَى فِي هَذِهِ الْحَادِيثِ الَّتِي
ذَكَرْنَاهَا اخْتِصَاصَهَا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ أَنَّهَا
مَنْسُوخَةٌ أَوْ أَنَّ عَمَلَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ عَلَى خِلَافِهَا فَدَعَاؤُهُ لَا
يَقُومُ عَلَيْهَا دَلِيلٌ . وَالْأَصْلُ يَرُدُّهَا، وَقَدْ زَوَّجَ سَيِّدُ أَهْلِ

الْمَدِينَةِ مِنَ التَّابِعِينَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ ابْنَتَهُ عَلَى دِرْهَمَيْنِ
وَلَمْ يُنْكَرْ عَلَيْهِ أَحَدٌ، بَلْ عُدَّ ذَلِكَ فِي مَنَاقِبِهِ وَفَضَائِلِهِ، وَقَدْ
تَزَوَّجَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ عَلَى صَدَاقٍ خَمْسَةِ دَرَاهِمٍ،
وَأَقْرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا سَبِيلَ إِلَى إِبْثَاتِ
الْمُقَادِيرِ إِلَّا مِنْ جِهَةِ صَاحِبِ الشَّرْعِ.

”اس حدیث میں دلیل ہے کہ اگر عورت اپنے خاوند کے قرآن کے متعلق علم و
حفظ دونوں یا کسی ایک کو بہ طور مہر تسلیم کر لے، تو ایسا کرنا جائز ہے۔ یوں قرآن
کے حفظ اور علم سے جو فائدہ حاصل ہوگا اسے مہر ٹھہرایا جائے گا۔ جیسا کہ اگر آقا
اپنی لونڈی کی آزادی کو مہر بنا لے، وہ اپنی آزادی اور خود مختار ہونے سے حاصل
ہونے والے فائدے کو مہر بنا لے گی۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی
اسلام کے انتفاء کو مہر قبول کر لیا اور خود کو ان کے اسلام قبول کرنے کے لیے
وقف کر دیا، انہیں قبول اسلام اس سے کہیں زیادہ محبوب تھا کہ اس کا شوہر انہیں
مالی فائدہ پہنچاتا، کیوں کہ مہر دراصل مشروع ہی عورت کو فائدہ بہم پہنچانے کے
لیے ہوا ہے۔ جب عورت علم، دین یا اپنے خاوند کے قبول اسلام اور قرآن کی
قراءت پر راضی ہو، تو یہ افضل ترین، نفع مند اور عظیم تر حق مہر ہوگا۔ لہذا یہ عقد
مہر سے خالی نہیں ہے۔ تین یا دس درہم حق مہر کے تقرر کا نص میں حکم کہاں؟
قیاس یہی ہے کہ مہر دیا جائے گا، جیسا کہ ہم نے نص اور قیاس سے ثابت کر دیا
ہے۔ ایک یہ عورت اور دوسری جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر خود کو پیش کر دے، دونوں کا
حکم برابر نہیں ہے، یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے۔ کیوں کہ اس نے آپ سے

نکاح کی پیش کش بغیر کسی ولی اور مہر کے کی تھی، جب کہ ہم ولی اور مہر کی بات کرتے ہیں، گو مہر مالی نہ بھی ہو، کیوں عورت نے خاوند سے حاصل ہونے والے نفع کو مال کا عوض بنا لیا۔ اس عورت نے خود کو اپنے خاوند کے لیے بغیر کسی نفع کے ہبہ نہیں کیا، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کو کیا، کیوں کہ یہ اللہ نے آپ کو خصوصیت دے رکھی ہے۔ ان تمام احادیث کا تقاضا یہی ہے۔ بعض احادیث کے متعلق علما مخالفت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مہر مال ہی ہو سکتا ہے، دیگر منافع، علم و تعلیم وغیرہ مہر نہیں بن سکتے۔ امام ابو حنیفہ اور ایک روایت کے مطابق امام احمد کا یہی قول ہے۔ بعض نے امام مالک کے قول کو اختیار کرتے ہوئے مہر کی مقدار تین درہم بتائی ہے، تو بعض نے امام ابو حنیفہ کا مذہب اختیار کرتے ہوئے دس درہم کی بات کی ہے۔ دیگر شاذ اقوال بھی ہیں، جن پر قرآن، حدیث، اجماع، قیاس اور قول صحابی سے دلیل نہیں ملتی۔ جو ان احادیث میں خاصہ نبوی کی بات کرے یا منسوخ کہیں یا اہل مدینہ کے عمل کے مخالف کہے، تو یہ دعویٰ بلا دلیل ہوگا، جنہیں نص رد کر دے گی۔ تابعین میں سید اہل مدینہ امام سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی کی شادی دو درہم مہر پر کی اور کسی نے آپ پر تنکیر نہیں کی، بل کہ اسے آپ کے فضائل و مناقب میں شمار کیا گیا۔ سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے پانچ درہم مہر پر شادی کی اور رسول اللہ ﷺ نے اسے ثابت رکھا۔ لہذا مقدار کا تعین شریعت ہی کر سکتی ہے۔“

(زاد المعاد فی ہدی خیر العباد : ۱۶۲/۵، ۱۶۳)

فائدہ نمبر ①:

ابونعمان ازدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

زَوَّجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى سُورَةٍ مِّنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ قَالَ: لَا يَكُونُ لِأَحَدٍ بَعْدَكَ مَهْرًا.

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سورت کو مہر بنا کر شادی کروائی اور فرمایا: آپ کے علاوہ کسی اور کے لیے اسے مہر بنانا جائز نہیں۔“

(التحقيق في مسائل الخلاف لابن الجوزي: ٢/٢٨٣، ح: ١٦٧٧، سنن سعيد بن

منصور: ٦٤٢)

تبصرہ:

جھوٹی روایت ہے۔ ابوہریرہ اور ابونعمان دونوں ”مجهول“ ہیں۔ ان دونوں میں سے کسی کی کارستانی ہے۔ واللہ اعلم!

حافظ ابن عبد الہادی رحمۃ اللہ علیہ (٤٠٥-٤٢٢ھ) اس روایت کو غیر ثابت اور مرسل قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں:

وَأَبُو عَرَفَجَةَ وَأَبُو النُّعْمَانِ مَجْهُولَانِ.

”ابوہریرہ اور ابونعمان دونوں ’مجهول‘ ہیں۔“

(تنقيح التحقيق في أحاديث التعليق: ٤/٣٨١)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

هَذَا لَا يَثْبُتُ. ”یہ حدیث ثابت نہیں۔“

(مختصر التحقيق في أحاديث التعليق: ٢/١٩٧)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَهَذَا مَعَ إِرسَالِهِ فِيهِ مَنْ لَا يُعْرِفُ .

”یہ روایت ’مرسل‘ ہونے کے ساتھ ساتھ ’مجہول‘ راویوں کے ہتھے بھی چڑھی ہوئی ہے۔“

(فتح الباری شرح صحیح البخاری: ۲۱۲/۹)

بعض لوگوں نے اسے بخاری کی طرف منسوب کر کے فحش غلطی کھائی ہے۔

فائدہ نمبر ②:

مکحول شامی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

لَيْسَ ذَلِكَ لِأَحَدٍ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چلے جانے بعد یہ کسی کے لیے روا نہیں۔“

(سنن أبي داؤد: ۲۱۱۳)

حافظ ابن عبد الہادی رحمہ اللہ اسے غیر ثابت اور مرسل قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَقَوْلُ مَكْحُولٍ لَيْسَ بِحُجَّةٍ .

”مکحول رحمہ اللہ کا قول حجت نہیں ہے۔“

(تنقیح التحقيق: ۳۸۱/۴)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَهُوَ مُنْقَطِعٌ . ”یہ ’منقطع‘ ہے۔“

(مختصر التحقيق في أحاديث التعليق: ۱۹۷/۲)

فائدہ نمبر ③:

ایک روایت ہے:

قَدْ أَنْكَحْتُكَهَا عَلَى أَنْ تُقْرِئَهَا وَتُعَلِّمَهَا وَإِذَا رَزَقَكَ اللَّهُ تَعَالَى عَوَّضَتْهَا فَتَزَوَّجَهَا الرَّجُلُ عَلَى ذَلِكَ .

”میں ان سے آپ کا نکاح اس شرط پر کیے دیتا ہوں کہ آپ انہیں پڑھائیں گے اور تعلیم دیں گے۔ جب اللہ تعالیٰ آپ کو مال و دولت سے نوازیں، تو مہر بھی ادا کریں گے۔ آدمی نے شرط قبول کر کے شادی کر لی۔“

(سنن الدارقطني: ۳/۲۴۹، ۲۵۰، السنن الكبرى للبيهقي: ۷/۲۴۳)

تبصرہ:

جھوٹی روایت ہے۔ عتبہ بن سکن ”متروک“ ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تَفَرَّدَ بِهِ عُتْبَةُ، وَهُوَ مَتْرُوكٌ .

”یہ روایت عتبہ کا تفرد ہے، جو کہ ”متروک“ ہے۔“

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عُتْبَةُ بْنُ السَّكَنِ مَنْسُوبٌ إِلَى الْوَضْعِ، وَهَذَا بَاطِلٌ لَا أَصْلَ لَهُ .

”عتبہ بن سکن ’وضاع‘ قسم کا راوی ہے اور یہ روایت باطل اور بے اصل ہے۔“

اس روایت میں اور بھی خرابی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے ”غیر ثابت“ کہا ہے۔ (فتح الباری: ۹/۲۱۳)

الحاصل: تعلیم قرآن مجید کو مہر مقرر کرنا جائز اور درست ہے۔